یہ اخبار ہفتہ وار جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شایع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

THE AHL-I-HADIS-AMRITSAR

لله الحمد

اخبار اہلحدیث امرتسر

امرتسر ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۱ ہجری مطابق ۴ مارچ سنہ ۱۹۰۴ عیسوی جمعۃ المبارک

اغراض اخبار ہذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمت کرنا

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے	[illegible]
والیان ریاست سے	[illegible]
رؤسا اور جاگیرداراں سے	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]

قیمت ہر حال پیشگی آنی ضروری ہو۔

نمونہ کا پرچہ مفت

نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی۔ اشتہارات کی بابت خط و کتابت سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک ہونی چاہئے۔ بیرنگ ڈاک واپس - ہر خریدار کو نمبر چٹ لکھنا ضروری ہو۔

اسلام اور نسب

بعد از بعثت جو امر ہمیشہ مرکوز خاطر اقدس (علیہ الصلوۃ والسلام) رہا کہ تمام عرب بلفظ قوم کے صحیح معنوں میں ایک نیشن ہو جائے۔ مگر غرور نسب جو عربوں کی جبلت میں داخل تھا - ایک مضبوط اور دشوار گذار روک تو ہے کے راستہ میں حائل تھی جب تک یہ روک تمام دور کیا جاتی مکمل اتفاق نہیں ہو سکتا تھا - سب سے زیادہ نسبی غرور کا مرض قریش میں تھا - اس مرض اخلاقی کے دفعیہ کے واسطے جناب رسول اللہ نے اپنے خاندان میں زینب کا نکاح کر دیا - إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ کا عملی ثبوت دینے کے لئے جب ۸ھ میں مختلف ممالک میں نامہ مع کئے گئے تھے تو اسلامی ایلچی کو قوم غسان نے (جو عراق عجم میں

رہتی اور حرص سے صیانت ہو گئی تھی) مار ڈالا - اُن کی سرکوبی کیواسطے جو لشکر مہاجرین و انصار کا بھیجا گیا - اُن کا سپہ سالار زید بن حارثہ تھا - زید لڑائی میں شہید ہوا - جب ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور سلسلۂ مہاجرت ختم ہو گیا - کیونکہ عرب کا کوئی حصہ دارالحرب نہ رہا تھا اور ۱۰ھ میں حجۃ الوداع ہو گئے بعد قریباً تمام عرب مسلمان ہو چکا تھا - اب دوبارہ قوم غسان پر فوج کشی کا اعلان کیا گیا - اسامہ بن زید اُس لشکر کا جو تمام قبائل عرب سے تیار کیا گیا تھا - افسر مقرر کیا گیا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسامہ کے تحت کئے گئے یہ لشکر بوجہ علالت پیغمبر خدا آپکی زندگی میں روانہ نہ ہو سکا - بعد میں حضرت ابوبکر نے روانہ فرمایا - اور خود پیادہ دور تین میل تک اسامہ کے ہمرکاب ہوئے - اس میں حکمت یہ تھی - کہ اسامہ اپنے باپ کا انتقام لینے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھیگا اور نیز یہ کہ تمام اہل عرب پر واضح ہو جاوے - کہ نسب فی الحقیقت خدا کے نزدیک کوئی ایسی چیز نہیں - جس پر بیجا فخر و ناز کیا جاوے - زید کی سپہ سالاری میں مہاجرین و انصار کو جتایا - اور اسامہ کے افسر مقرر کرنے سے تمام عرب کو اُس کا عملی ثبوت دیا - کہ غلام اور غلام زادہ امیرزادہ کے برابر بلکہ بڑھکر ہے -

یہ ہے اعلےٰ تعلیم اور یہ ہے اسکا عملی ثبوت - جسقدر زیادہ سوچیں اور غور کریں - اسی قدر ہماری عقیدت ذات اقدس سے بڑھ جاتی ہو ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

تمام مذہبی و دنیاوی کبر و نخوت جو عقائد باطلہ اور اوہام فاسدہ نے پیدا کر رکھے تھے - بتدریج دور کر دئیے تھے - یہ اصول بیان فرما کے - ان کا اپنے طریق عمل سے ثبوت دیا - جہاں سند منافرت کے بجائے عالمگیر اخوت (یونیورسل برادرہُڈ) قایم کی - اور آخرکار عبرت انگیز تاریخی واقعہ بیان کر کے اعمال صالحہ کو معیار شرافت قرار دیا -

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

حضرت نوح نے فریاد کی - کہ بار الٰہا تیرا وعدہ میرے اہل و عیال کو بچانے کا ہے میرے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا - ارشاد ہوا - کہ وہ تیرا بیٹا نہیں اور نہ تیرے عیال میں داخل ہے کیونکہ اسکے اچھے عمل نہیں ہیں -

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود
پیمبر زادگی قدرش نیفزود

انسانیت کے خالص سونے پر جو صدیوں سے نسبی طمع چڑھا ہوا تھا اخلاق فاضلہ کی کٹھالی میں تپایا - اور آخرکار خالص سونے کو الگ کر دیا - یہ تھی وہ تعلیم جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ متاثر ہو کر یوں فرماتے ہیں

انا ابن نفسی کنیتی ادبی + او کان من عجم او من العربی
ان الفتی من قال ھا انا ذا + لیس الفتی من قال کان ابی

مختصر یہ کہ جب وہ عوارض جو انسان کی غلط کاریوں نے پیدا کر رکھے تھے اسلامی تعلیم کی برکت سے دور ہو گئے - تو جوہر انسانیت نے اپنا خوشنما چہرہ دکھایا - اور ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک عالمگیر اخوت قایم ہو گئی - کہاں وہ زمانہ تھا - کہ بھائی بھائی کا دشمن اور کہاں یہ وقت کہ تمام ملک و قوم یک جان دو قالب ہے اور عرب کے ہر ایک گوشہ سے یہ صدا آ رہی ہے ؎

آفتاب یک دیار و گوہر یک معدنیم
آشنا یانیم با ہم ہیچکس بیگانہ نیست

وائے برحال ما - یہ اعلےٰ تعلیم اور یہ استخوان فروشی - فاعتبروا الخ -

(خاکسار الف الدین وکیل)

میں نے شراب کا خیال کیوں چھوڑ دیا

انسان کی زندگی میں بہت سارے ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات اسکو پیش آتے ہیں - جو ظاہراً بالکل بے حقیقت ہوتے ہیں - مگر بعض اوقات اس کی طبیعت پر اُن کا اثر ایسا گہرا پڑتا ہے کہ شقی کو سعید اور سعید کو شقی بنا دیتا ہے - مجھے بھی ایسے واقعات اکثر پیش آئے ہیں - جن سے مجھے اپنے اخلاق کی تہذیب و درستگی میں بہت بڑی مدد ملی ہے - انہیں واقعات سے ایک واقعہ یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں - اور کیا عجب ہے - کہ اس واقعہ کا جو اثر مجھ پر ہوا تھا - وہی اثر اس کا بیان پڑھنے سے کسی کو

ahmadimuslim.de

اثر پیر دل پر بھی ہو۔ اور وہ بھی مستفیض ہو۔

اس زمانے میں کہ جب میں اسکول میں پڑھتا تھا۔ اور جس وقت میری عمر کے وہ دن تھے۔ کہ طبیعت غیر مطمئن تھی۔ اور کسی شے کو قبول نہیں کرتی تھی۔ تاوقتیکہ اس کا تسکین بخش سبب نہ ملجائے۔ میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ شارع نے شراب کیوں منع کی اگر خمر ام الخبائث ہے۔ تو اس حالت میں کہ کثرت سے استعمال کی جائے۔ اگر ایک شخص جادۂ اعتدال سے باہر قدم نہ رکھے۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ شاید شارع نے قطعی ممانعت اس لئے کردی ہو۔ کہ لوگ اعتدال کے پردہ میں حد سے گذرنے لگیں وغیرہ وغیرہ۔ یہی حالات تھے۔ جو میرے دماغ میں گذر رہے تھے میں نے چاہا۔ کہ اپنے کسی بزرگ سے بحث کرکے اس بات کا تصفیہ کروں۔ غرض دو تین روز میں نے یہی کیا۔ کہ اپنے ایک واجب التعظیم بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا۔ کہ حضرت مجھے یہ سمجھا دیجئے کہ شارع نے شراب حرام کیوں کی؟ میری زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا۔ کہ شامت آگئی۔ حضرت تھے بڑے تند مزاج۔ فوراً بگڑ اٹھے اور بڑی دیر تک سخت و سست سناتے رہے۔ اور فرمانے لگے تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ احکام شرع میں بھی چون و چرا کرتا ہے اسی لئے تو ہم کہا کرتے ہیں۔ کہ انگریزی نہیں پڑھنی چاہئے۔ خیر میں اپنا سا منہ لیکر کھسک گیا۔ مگر میری تشفی نہیں ہوئی تھی۔ اسلئے ایک اور بزرگ سے وہی سوال کیا۔ وہ تھے زمانہ شناس۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ تمہارا سوال اصول سے تعلق رکھتا ہے۔ اور چونکہ فی زمانہ ہم لوگوں نے اصول کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور فروعات ہی پر جھگڑتے رہتے ہیں۔ اس لئے تمہارا جواب ذرا مشکل سے ملیگا۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہماری شرع میں ایک بھی ایسا حکم نہیں ہے۔ جسکی کچھ اصل نہ ہو۔ یا جسکی کوئی معقول وجہ نہ ہو۔ اگر تمہیں کوئی جواب نہ دے سکے تو تمہیں ایک لحظے کیلئے بھی یہ نہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ شرع ناقص ہے۔ بلکہ ہمارا علم ناقص ہے۔ ان کی اس فہمائش سے یک گونہ تسکین تو ہوئی۔ مگر پورا اطمینان نہیں ہوا۔

اب ایک روز کا ذکر سنیئے کہ میں نے ٹائمس آف انڈیا میں پڑھا کہ آج شام کو فلاں ڈاکٹر صاحب ٹمپرنس پر لیکچر دینے والے ہیں۔ میں تو اسی کے خیال میں تھا۔ اسکول سے چھٹی پاتے ہی وہاں پہنچا۔ جہاں لیکچر ہونے والا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے شراب کی برائی میں نہایت مدلل تقریر کی۔ اور نقشجات اور گوشواروں کے ذریعے سے ثابت کردیا کہ شراب پینے والے بہ نسبت نہ پینے والوں کے زیادہ مرتے ہیں اور عمر بھی کم پاتے ہیں۔ قوت بھی جو دودھ گھی۔ گوشت روٹی وغیرہ غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ شراب سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ نشہ اترجانے کے بعد جو تکلیف اور سستی پیدا ہوتی ہے وہ شراب سے حاصل کی ہوئی عارضی قوت کا عوض دیتی ہے اور نشہ کی قوت اور خمار کی سستی کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم خسارے میں رہتے ہیں۔ غرض اس قسم کی بہت ساری دلیلیں وہ بیان کرتے رہے۔ لیکن دو دلیلیں جو مجھے ابتک یاد ہیں۔ اور جن کا اثر میرے دل پر گہرا پڑا تھا۔ یہ تھیں کہ انہوں نے کہا کہ شراب پینے والوں کے دلوں پر چربی چڑھ جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس چربی کے خول کا حجم بڑھتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ دل انقباض کی وجہ سے کام چھوڑ دیتا ہے جسکا نتیجہ ہلاکت ہے۔ انہوں نے اس دلیل کو عملی طور سے اس طرح ثابت کیا تھا کہ لکچر سے تین دن پہلے ایک گوشت کے تازہ ٹکڑے لیکر دو ٹکڑے کیا۔ ایک ٹکڑا ایک ایسی شیشی میں رکھدیا۔ جس میں خالص پانی بھرا ہوا تھا۔ اور دوسرا ٹکڑا دوسری شیشی میں ڈال دیا۔ جس میں شراب بھری ہوئی تھی۔ تین دن کے بعد تقریر کرتے ہوئے جب انہوں نے دونوں شیشیاں ہمیں دکھلائیں تو وہ گوشت کا ٹکڑا جو پانی میں پڑا ہوا تھا اپنی اصلی حالت پر تھا۔ مگر شراب میں ڈوبے ہوئے ٹکڑے کا رنگ بھی متغیر ہوگیا تھا۔ اور اسپر ایک قسم کی سفیدی اور غبار بھی چھایا ہوا تھا۔

دوسری دلیل دیتے ہوئے انہوں نے پہلے ہمیں یہ سمجھایا۔ کہ خون کی بناوٹ کس طرح پر ہے اور اس کا خلط کیا ہے۔ خون ایک شفاف بے رنگ سیال ہے جسمیں سرخ رنگ کے خوردبینی کیڑے تیرتے ہیں اور جنکی وجہ سے ہمیں خون کا رنگ سرخ نظر آتا ہے یہ کیڑے نہایت منتظم اور بالکل مدور ہوتے ہیں اور خوردبین کے ذریعہ

ahmadimuslim.de

ایسے نظر آتے ہیں۔ جیسے سڈول تازہ مٹر کے دانے لیکن شرابیوں کے خون کو خوردبین سے دیکھا جائے تو یہ کرّے ایسے نظر آتے ہیں جیسے مرجھائے ہوئے مٹر کے دانے اور جن کے رنگ میں بھی ایک قسم کا بلغمی پن پایا جاتا ہے۔ جن کے دیکھنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک نقشہ بھی دکھلایا تھا جس پر شراب نہ پینے والوں کے خون کے کرّے اور شراب پینے والوں کے خون کے کرّے بھی بڑا کر دکھائے گئے تھے۔ جس وقت شراب کا نام سنتا ہوں یا کسی کو پیتے دیکھتا ہوں تو فوراً ان خوردبینی شیشیوں اور دونوں قسم کے کرّوں کا نقشہ میری دماغی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور شراب پینے پر دل کا الٹنا دور کنار اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے مذہب کے اصول تو ایسی سائنٹفک باتوں پر مبنی ہوں۔ لیکن ہمارے مولوی ان اصول کو نہ سمجھا سکیں۔ اور ان باتوں میں غیر ہماری تسکین کریں۔ میں یہ لکھنا بھول گیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب جنہوں نے لکچر دیا تھا۔ پارسی تھے۔ اور جن کے مذہب میں شاید شراب کی ممانعت بھی نہیں بلکہ بعض مذہبی رسوم میں بھی استعمال کیجاتی ہے۔

انشاء اللہ کسی وقت لحم الخنزیر کے متعلق بھی ایک ایسا ہی مضمون ہدیہ ناظرین کروں گا۔

(عصر جدید)

اسلام اور رسوم

اسلام کو جہاں اور باتوں پر ناز تھا۔ وہاں اسکو ایک بہت بڑا فخر اس امر پر بھی تھا۔ کہ اس نے تمام متوہمانہ رسموں، بدعادتوں اور مضر رواجوں کی دنیا سے بیخ کنی کر دی۔ اور ھاوجدنا علیہ آباءنا کی مستحکم دیوار کو جو دینی اور دنیوی ترقیوں کے آگے سدراہ ہو رہی تھی۔ ڈھا کر گرا دیا۔ جس طرح اسلام میں بعض اور خوبیاں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو دنیا کے دوسرے ملل و مذاہب کو نصیب نہیں اسی طرح دنیا میں کوئی دین یا مذہب ایسا نظر نہیں آتا۔ جو رسوم قبیحہ کی آلائشوں سے پاک ہونے میں اسلام کی ہمسری کا دعوے کر سکے۔ باوجود اس کے کہ اسوقت تمام دنیا یورپ کی تہذیب کا لوہا مان رہی ہے اور اس کی علمی روشنی نے ترقی کے مسکون سے جہل کی تاریکی دور کر دی ہے۔ پھر بھی وہاں اب تک بہت سے رسم و رواج ایسے پائے جاتے ہیں۔ جنکی بنا محض توہمات پر ہے۔ اور جن سے سوائے اخلاقی پامالی یا مضرت کے قوم کو کوئی نفع نہیں پہنچا۔ افسوس ہے کہ اسلام پر ہندوستان میں پہنچکر جہاں اور تباہیاں آئیں وہاں اسکو ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی پہنچا۔ کہ اس کے خوبصورت روشن چہرے پر رسوم قبیحہ کے بیشمار بدنما داغ دکھائی دینے لگے جسکی وجہ سے بجائے اسکے کہ ایک خدائی اس دلربا شکل کی فدائی ہوتی۔ اسکو نفرت و استکراہ کی نظر سے دیکھنے لگی۔

اسلام اور رسوم ایک ایسا وسیع سبجکٹ ہے کہ اگر اس کے ہر ایک پہلو پر پوری طرح سے بحث کی جاوے۔ اور وضاحت کے ساتھ دکھلایا جاوے۔ کہ حقیقت میں اسلام ایک کیسا سیدھا سادہ مذہب تھا مگر مختلف ممالک میں جا کر اس کی شکل اور وضع میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوئیں اور اسکو کیا کیا نقصانات پہنچے تو بجائے خود ایک ضخیم کتاب طیار ہو جائے۔ ہمیں اس آرٹیکل میں جو کچھ دکھانا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں پہنچکر اسلام جیسا آزاد مذہب رسوم کی قیود سے کسقدر جکڑ دیا گیا۔ اور ان رسوم سے بھی جو اور اخلاقی مضرتیں اسکو پہنچیں۔ ان سے قطع نظر کر کے ہمارا مقصد بیان صرف اسی قدر ہے۔ کہ ان رسوم کی بدولت ہندوستان کے مسلمانوں نے جو مالی نقصانات برداشت کئے اور کر رہے ہیں۔ ان کو باختصار بیان کریں۔

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا انسان کے ساتھ اسلام نے حقیقت میں کچھ رسوم ایسی لگا دی ہیں۔ کہ جنکی انجام دہی میں خود اس کو یا اس کے والدین کو بیجا صرف زر سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ اب انسان کے زمانہ حیات کو بالتسلسل اس کی پیدائش سے اسکی موت تک دیکھو۔ اچھا خیال کرو۔ کہ ایک انسان پیدا

ahmadimuslim.de

ہوا۔ پیدائش کے بعد پہلی رسم جو اسلام نے اس کی ذات کیساتھ لگائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کے کانوں میں اذان دی جائے۔ اور وہ صرف اس امر کے لحاظ کیلئے کہ یہ لڑکا داخل اسلام ہوا۔ اس اذان کے دینے میں کیا کچھ صرف زر کی ضرورت ہے؟ نہیں۔ ایک کوڑی بھی خرچ کرنے کی حاجت نہیں۔ دوسری رسم عقیقہ یا نسیکہ ہے جسمیں لڑکے کے سر کے بال اتارے جاتے ہیں۔ اُسکا نام رکھا جاتا اور اس کی طرف سے ایک یا دو جانور قربانی کئے جاتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ بچے کا سر منڈوانے میں کچھ ایسے خرچ کا کام نہیں اور نہ نام رکھنے میں کسی قسم کے صرف کی ضرورت ہے۔ رہی قربانی۔ وہ بھی صرف اہل وسعت پر ہے جو کر سکتا ہے کرے۔ نہ کر سکتا ہو۔ نہ کرے اس کے بعد ختنے کی رسم ہے۔ اس کے ساتھ بھی کوئی ایسے لوازم نہیں لگائے گئے ہیں۔ جنمیں خرچ کی ضرورت ہو۔ بالغ ہونے پر ہر مرد و عورت کیلئے نکاح ضروریات میں سے قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اسلام نے اس کے ساتھ بھی کسی قسم کی رسم وغیرہ کی پخ نہیں لگائی۔ ہاں مرد کو ولیمہ کرنے کا حکم ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے تو نہیں۔ کہ آج تو مہاجن سے دو چار ہزار روپے سودی قرض لے کر تمام اہل قرابت اور دوست احباب کو الوان نعمت کھلاوے اور کل خود نان شبینہ کو محتاج ہو کر بھیک مانگنے کی نوبت آئے۔ بلکہ اپنے مقدور اور وسعت کے مطابق تھوڑے سے دوست احباب کو کھانا کھلا دیا جائے جس سے نکاح کو شہرت ہو جاوے۔ اور اس مواکلت اور مشاربت سے باہمی اتحاد کو تقویت ہو۔ اب شادی کے بعد سے موت کے وقت تک انسان کے ساتھ اور کوئی رسم وابستہ نہیں کیگئی۔ اس کے مرنے کے بعد اسکے اقربا یا احباب کا فرض صرف اسی قدر ہے۔ کہ اس کی نماز جنازہ ادا کر کے اُسے خاک کے نیچے دبا آئیں اور بس

اب رہے فرائض دینی وہ چار ہیں نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ نماز اور روزے میں کسی خرچ کی ضرورت نہیں۔ رہا حج اس کے ساتھ من استطاع الیہ سبیلا کی قید لگی ہوئی ہے جسکی تفسیر میں فقہا نے بڑی بڑی شرطیں لگائی ہیں۔ اور غور کا مقام ہے۔ کہ جب یہ امر مسلم ہو گیا ہے۔ کہ کسی قوم کی تقویت اور ترقی کے لئے اس میں قومی جلسوں اور صحبتوں کا جاری رہنا نہایت ضروری ہو چنانچہ اسی غرض سے خود ہندوستان میں کچھ عرصے سے کانگریس کانفرنس اور دوسری مجلسیں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ جن میں ملک کے ہر حصے کے باشندے زحمت اور اخراجات سفر برداشت کر کے جا کر شریک ہوا کرتے ہیں۔ تو پھر اگر اسلام نے ایک سالانہ کانفرنس یا کانگریس ایسی قائم کی۔ جس میں اس کے تمام پیرو خواہ وہ پردہ زمین کے کسی گوشے کے رہنے والے کیوں نہ ہوں۔ بشرط وسعت زندگی بھر میں ایک بار ضرور شریک ہوں۔ اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر تبادلہ خیالات کریں۔ اور باہمی مشورے سے اپنی ہر قسم کی دینی و دنیاوی ترقی کی راہیں سوچیں۔ تو اس نے کیا برائی کی؟ ایسی باتوں میں روپے خرچ کرنا قوم کیلئے باعث تباہی و ہلاکت نہیں بلکہ موجب رحمت اور برکت ہے۔ اب زکوٰۃ کی حالت ملاحظہ ہو۔ اسکو کون سا عاقل صرف بیجا کہیگا؟ اس اصول کو تو ہر ایک متمدن قوم ملک میں میزان دولت کے پلڑوں کو برابر رکھنے کے لئے ضروری اور لابدی سمجھتی ہے۔

اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا اور ادیان و ملل کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیرووں کے لئے کوئی میلے ٹھیلے یا پرب تیوہار ایسے قائم کر رکھے ہیں۔ جن میں لا یعنی مصارف سے چارہ ہی نہ ہو۔ مسلمانوں کیلئے اگر کوئی تیوہار رکھے گئے ہیں تو وہ صرف دو ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ تو کیا ہندوؤں کی دیوالی اور عیسائیوں کے بڑے دن کی طرح مسلمانوں کے ان دونوں تیوہاروں میں بھی ظاہری آرائش اور دھوم دھام ضروریات سے ہے؟ اس کا جواب تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیس العید لمن لبس الجدید والے مشہور خطبے سے بخوبی ملتا ہے۔ رہی عید الاضحیٰ کی قربانیاں وہ اہل استطاعت کیلئے ہیں اور اہل وسعت کے لئے (بقدر وسعت) فی کس یا تمام اہل بیت کی طرف سے ایک ایک قربانی کر دی کوئی مشکل بات نہیں۔

جو باتیں تھیں جنہے اوپر بیان کیں۔ ان کے سوا اسلام میں تو اور کوئی فرض دینی یا رسم مذہبی ایسی نہیں دکھائی دیتی جس میں صرف بیجا داخل فرض ہو

ahmadimuslim.de

سمجھا گیا ہو۔ آؤ۔ اب دیکھیں۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے رسوم کی پابندی کے لحاظ سے کہاں تک اُس اسلام کی پیروی اختیار کی ہو جس نے ایک عالم کو اپنی سادگی وضع کا فریفتہ کر لیا تھا۔ اللہ اکبر! ان کی اور اصل اسلامیوں کی رسوم وعادات میں تو وہ بلا کا فرق ہو گیا ہے۔ کہ اگر پہلی اسلامی صدی کا کوئی شخص اسوقت زندہ ہو جائے اور ان کے رسوم و اطوار دیکھے۔ تو اُس کو ان کے مسلمان تسلیم کرنے میں ویسا ہی تامل ہو۔ جیسا رات کو دن مان لینے میں۔ جس طرح ہمنے پہلے انسان کی زندگی کی لازم حالتیں اُس کی پیدائش سے موت تک دکھائی ہیں۔ اور یہ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اس تمام زمانے میں اسلام نے فی الحقیقت کن سے فرائض اور رسوم اُس کیساتھ لازم کر دیئے ہیں۔ اسی طرح علی التسلسل ہمیں یہ دکھانا ہے۔ کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے ایک انسان کو اُس کی پیدائش ہی کے وقت سے رسوم کی قیود میں اسقدر جکڑا ہے۔ کہ مرنے ہی پر اُن سے رہائی ممکن ہے۔ نہیں نہیں۔ سچ تو یوں ہے۔ کہ مر کر بھی اُن سے چھٹکارا نہیں ملتا۔

اچھا۔ فرض کیجئے۔ کہ ایک بچہ پیدا ہوا۔ جب تک اُس کی چھٹی اور مونڈن میں اتنے روپے نہ اڑائے جائیں۔ کہ حقیقت میں اس کے والدین کی پوری حجامت ہو جائے۔ اور انہیں اپنی چھٹی کا دودھ یاد کرنا پڑے۔ تو وہ چھٹی چھٹی ہی کیا اور وہ مونڈن مونڈن ہی کیا! آگے چلئے اب کیا ہے؟ نمک چشی ہے یا کھیر چٹائی ہے اس میں بھی اگر زیادہ نہیں۔ تو دو چار ہزار روپے بھی نہ لگا دیے۔ تو برادری میں کیونکر منہ دکھانے کے قابل رہ سکتے ہیں۔ اب وہ مولود اگر لڑکا ہے۔ تو اسکے ختنے ہیں۔ اگر لڑکی ہے تو اُس کے کان چھیدنے ہیں۔ چند ہزار روپیوں کا ادھر سے ادھر چلا جانا تو کوئی بات ہی نہیں ہو۔ اب اسکے مکتب کی تیاری ہے۔ اسمیں کم سے کم اتنا سرمایہ صرف کرنا تو ضروریات سے ہے۔ کہ اپنے پلے ایک ٹکا بھی باقی نہ رہے جس سے اس لڑکے کی کچھ بھی تعلیم و تربیت ہو سکے۔ ورنہ نواب و بیگمات انگشت نمائی کریں گے۔ اس بیان میں ہمنے مبالغے کو مطلق راہ نہیں دی ہے۔ بیسیوں خاندان ہمنے بچشم خود ایسے دیکھے ہیں۔ کہ جنہوں نے اپنی اولاد کے مکتبوں میں ہزاروں روپے خرچ کر ڈالے اور اب روپے کے نہ رہنے کے سبب ان کی وہی اولاد بے تعلیم و تربیت آوارہ ماری پھرتی ہے۔

اب شادی کی رسم لیجئے جو تمام رسموں میں زیادہ اہم سمجھی گئی ہے اور جس ایک رسم کے ساتھ پچاسوں سینکڑوں رسمیں بطور ذریات اور توابع کے لگ گئی ہیں۔ اور جن سے کسی طرح چھٹکارا ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے ایک پوری ضخیم کتاب کے لکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر کسی شخص کی خواہش ہو۔ کہ ہندوستان اور خاص کر صوبہ بہار کے ایک شریف مسلمان خاندان کے ہاں کی شادی کا چھوٹے پیمانہ پر فوٹو دیکھ لے۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ وہ پٹنے کی ایک شریف خاتون نے اپنے والد مسٹر محمد سلیمان بیرسٹر کی تصنیف کردہ کتاب اصلاح النساء کا ضرور مطالعہ کرے۔ غرض شادی حقیقت میں وہی شادی سمجھی جاتی ہے۔ جس میں پوری طرح سے خانہ بربادی ہو جائے۔ اور تمام املاک جائیداد کو آتشبازی وغیرہ میں پھونک کر دردر گدائی کرنے کی نوبت آ جائے۔

خیر اُن آدمیوں کی شادیاں تو بجائے خود رہیں۔ ہمنے ایک ایسے خاندان کے مرد جذر کی حالت بچشم خود دیکھی ہے۔ جس میں گڑیوں کی شادیوں میں نہایت دھوم دھام کر دکھائی جاتی تھی۔ اور تمام رسوم ایک ایک کر کے ادا ہوتی تھیں اور اس طرح سینکڑوں روپوں پر بیدریغ پانی پھیر دیا جاتا تھا۔ لیکن ان غلط کاریوں کا آخر نتیجہ کیا ہوا ہو گا۔ اس دولتمند خاندان کے ان لڑکوں اور جوانوں کو جو نہایت ہی عیش و آرام میں پلے تھے۔ اور جن کے گھر سے سینکڑوں محتاجوں اور غریبوں کی دن رات پرورش ہوتی تھی۔ نہایت تباہ حال اور بدست سوال پھیلاتے دیکھا بعض کی تو یہ حالت دیکھی۔ کہ اُس عیش و تنعم کے وقت میں جو انہیں افیون نوشی وغیرہ کی دھت لگ گئی تھی (کیونکہ یہ عیار رئیس ہندوستان میں دولت و ثروت کے ساتھ لازم و ملزوم سمجھی جاتی ہیں) تو اس افلاس و کربت کے زمانے میں اگر کسی شخص نے انپر

ahmadimuslim.de

ترش کھا کر انہیں دو چار پیسے ہی دیئے) تو بجائے اس کے کہ وہ اُن پیسوں سے کچھ کھا کر خود کو عذاب الجوع سے نجات دیتے۔ انہیں افیون نوشی میں صرف کرتے۔ اور فاقوں پر فاقو کھینچتے کھینچتے اُن کی پیٹھ دُہری ہو جاتی۔ ان کے جانی دشمنوں کا دل بھی جنہوں نے انہیں کبھی اس عیش و آرام کی حالت میں دیکھا تھا۔ اب ایسی خستہ حالت میں انہیں دیکھکر پگھل جاتا۔ اور بے اختیار اشکِ حسرت بہانے لگتے سچ ہے ؎

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم فاعتبروا یا اولی الابصار

اب شادی کے بعد کی حالت ملاحظہ کیجئے۔ اگر خدا نے صاحب اولاد کیا۔ تو ہر ایک لڑکے کی چھٹی۔ مکتب۔ وغیرہ میں اگر زیادہ نہیں۔ تو اسقدر تو ضرور اُسے خرچ کرنا واجبات سے ہے۔ جو خود اُس کی تقریبوں کے موقعوں پر اُس کے والدین نے صرف کیا تھا۔ گو اُس کی حیثیت اُس کے بزرگوں کی حیثیت سے کتنی ہی تنزل کر گئی ہو۔ مگر خدا نخواستہ عزت اور شرافت میں تو سر مو فرق نہیں آیا ہے۔ اور عزت و ناموس کا مقتضا یہی ہے۔ کہ جو رسمیں جس طریق اور جس انداز سے بزرگوار سے ہوتی آئی ہیں۔ اُس سے رتی بھر کمی نہ ہونے پائے۔ ورنہ تمام اہل برادری میں تھڑی تھڑی ہوگی۔ اور کسی سے منہ دکھلانیکے قابل نہ رہیگا۔ غرض اس کے والدین اگر فضول خرچیوں کی بدولت چاہ و عمیق میں گرے تھے۔ تو یہ اُن کی ریس کرنے کے ہاتھوں تحت الثریٰ کو جاتا رہا۔ ع

ببیں عقل و ہمت ہمہ بہ گریست

بادی النظر میں یہ سمجھ میں آتا ہو کہ رسموں کا تعلق انسان کیساتھ اُس کی زندگی تک ہوگا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ گو انسان مر کر خود یقیناً تمام دنیاوی قیود سے رہا ہو جاتا ہے۔ مگر ہندوستان میں اسکے مرنے پر بھی اسکے ورثہ کو رسوم کی قیود سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ اسکے مرنے پر تیجا۔ دسواں۔ چہلم۔ بیسیاں چالیسیاں برسی وغیرہ کا ہونا ضروری ہے جسکے انجام میں اسکے پسماندوں کو چاہئے کہ اپنے بزرگوں کی ایک تنگل بھی نہ سنبھلنے سے مجھیں اگر برسی وغیرہ سے بھی فراغت ہوگئی۔ تو شب برات ایک ایسا سالانہ تیوہار ہے جسمیں

سات پشت کے مردے اپنے اپنے نام سے کچھ نہ کچھ پیسے لے ہی مرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہندوستان کے مسلمانوں نے خاص کر جس قدر رسوم کو مذہبی فرائض سمجھکر اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے۔ اور جنکی انجام دہی میں وہ کچھ کم مصارف کے زیر بار نہیں ہوتے۔ اُنکی تعداد بھی اُن رواجی باتوں سے ہرگز کم نہیں ہے۔ جنکی پابندی کو وہ دنیاوی حیثیت سے ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ باتیں تو ایک طرف رہیں جو وہ اسلام کے نام سے کرتے ہیں۔ گو حقیقت میں اُن رواجی باتوں کو قطعاً اسلام سے تعلق نہیں۔ اور وہ متبدعات میں سے ہیں بعض تو ایسی رسمیں جاہل مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں جو خاص ہندوؤں کی معتقدات اور اعمال مذہبی میں سے ہیں۔ اور جنہیں اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں۔ مثلاً ناتا اور گنگا کی پوجا۔ چیچک بھیتیا۔ ہولی دیوالی وغیرہ تیوہار منانا

یہ دونوں باتیں تو کسی قدر وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئیں۔ کہ حقیقت میں کہاں تک اسلام میں رسوم کی پابندیاں رکھی گئی ہیں اور ہندوستان کے مسلمانوں نے کہاں تک اپنے آپکو ان قیود سے جکڑ لیا ہے۔ اور اسکی بدولت انہیں آئے دن کیا کچھ نتائج بد دیکھنے پڑتے ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہاں کے مسلمانوں میں رسم و رواج نے کیونکر اسقدر زور پکڑا۔ اور اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں اور قید رسوم سے رہائی پانیکی کیا تدبیر کی جا سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جو جو رسمیں یہاں کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں وہ قریب قریب سب ہندوؤں سے اخذ کیگئی ہیں بدرجہ اولیٰ [illegible]

عید الضحٰے میں اختلاف

عموماً ملک میں عید یکشنبہ کو ہوئی۔ مگر امرتسر۔ پشاور۔ ملتان جھنگ کوئٹہ (بلوچستان) میں بھی شنبہ کو عید ہوئی۔

. . . .

. . . . . . افسوس کہ مسلمانوں کی کوئی کل سیدھی نہیں عید الفطر پر اختلاف ہو۔ تو اکثر وہم ہی ہے۔ کہ تحقیق کی فرصت نہیں حیرانی تو یہ ہے کہ عید اضحیٰ پر بھی اختلاف جسمیں ہفتہ کیا عشرہ کی فرصت ملتی ہے جسمیں کل دنیا سے تحقیقات ہو سکتی

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

جاپان کا انتظام قابل تعریف ہے اور تین لاکھ فوج بغیر تربیتی فوجوں کے انتظام میں خلل پہنچے میدان جنگ کو جا سکتی ہے۔

اخباروں میں ایک تار شائع ہوا ہے کہ جاپانیوں نے روسیوں کو وہ تمام جہاز شنگھے اور ڈولنی کے مابین ٹرینیں سائبیرین ریلوے کی آمد و رفت کے لئے رکھی ہوئے تھے پکڑ لئے ہیں۔

چین روس کے ساتھ جنگ کرنے میں جاپان کا طرفدار ہوگا۔ اور منچوریا کو چینی صوبہ قائم رکھنے کیلئے جنگ کریگا۔

دار الخلافہ روس میں بیان کیا گیا ہے کہ جاپانیوں کی ایک جرار فوج خلیج لیاؤتنگ کو بڑھ رہی ہے۔ تاکہ پورٹ آرتھر کے اس پاس ریلوے لائن کا سلسلہ توڑ دیا جاوے۔

چیفو سے تار خبر کے وسیلے معلوم ہوا۔ کہ پورٹ آرتھر کے قلعہ والوں نے تین روسی جہازوں کو جاپانی جہاز سمجھکر غرق کر دیا (نحوست کے آثار)

سرکاری رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ ششماہی مختتمہ دسمبر گذشتہ میں ہندوستان کے ڈاکخانوں سے ۲۹ کروڑ نوّے لاکھ چیزیں گئیں جو ششماہی ماقبل سے نوّے لاکھ زیادہ تھیں۔

کلکتہ کے بڑے بازار میں ایک گھی کا گودام آگ پکڑ گیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا گھی تلف ہوا۔

مرزا قادیانی کے گورداسپور والے مقدمہ کی تاریخ ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی ہے۔

منچوریا میں ایکسو جاپانی جاسوس پکڑے گئے۔ ۷۰ جاپانی سٹاک کے لٹک گئے۔

افواہ ہے کہ زار نے ترکستان کے گورنر کو حکم دیا ہے کہ اگر انگلستان تبت میں یا کسی اور طرف کچھ بھی پیشدستی کرے تو فوراً افغانستان پر حملہ کر دے (گیدڑ بھبکی)

بڑی لڑائی خبر ہے کہ دریا یالو پر روسی اور جاپانی افواج میں سخت لڑائی ہوئی ہے۔ زار نے تقریر میں کہا کہ ہم جاپان کو سوگنا نقصان پہنچائیں گے (بیچارے روس کی دھمکی ہے)

زار بادشاہ روس نے فرمان شاہی صادر کیا ہے جس میں جاپان پر بڑا غیظ و غضب ظاہر کرکے بیان کیا ہے۔ کہ گو روس کی طاقت و عظمت اور نام کے حسب حال دشمن کو صدمہ پہنچا سکنے کیلئے ہمیں کافی تیاریوں پر بہت وقت صرف کرنا پڑیگا۔ لیکن جاپان یاد رکھے کہ اس کی بے ایمانی اور بلا وجہ اشتعال دہی کا انتقام سوگنا لیا جائیگا (بہت ٹھیک ہے لیکن كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ)

روس نے امریکہ کے شہر سینٹ لوئیس کی نمائش میں شریک ہونیکا ارادہ چھوڑ دیا۔ جب جاپان کو خبر لگی تو جو جگہ روس کیلئے مختص تھی وہ بھی جاپان نے اپنی مصنوعات کیلئے درخواست کرکے لے لی۔

کلکتہ ۱۹ فروری۔ روسی پورٹ آرتھر میں جاپانی باشندوں کو بھوکا مار رہے ہیں اور سپاہی عام لوٹ مار کر رہے ہیں کوئی نظام و قاعدہ نہیں دریائے یالو پر عنقریب لڑائی ہونے والی ہے۔ خبر ہے کہ ایک لاکھ جاپانی سپاہ اس ہفتہ جاپان کے مختلف بنادر سے جہازوں پر سوار ہوگی۔ لیکن مقامات روانگی کو خفیہ رکھا گیا ہے۔

روسی وسطی مانچوریا کے شہر نوچنگ کو قلعہ بند کر رہے ہیں اور بحری و فوجی دستوں کو از سر نو مرتب کر رہے ہیں۔

جو جاپانی باشندے ولاڈی ووسٹاک سے ٹوکیو گئے ہیں۔ اُن کا بیان ہے۔ کہ وہاں حملہ کے روکنے کے لئے کچھ تیاری نہیں کی گئی۔ نہ روسیوں نے دہانہ پر کوئی تارپیڈو سمندر میں رکھے ہیں نہ سرنگیں بنائی ہیں اور جو روسی تارپیڈو کشتیاں وہاں ہیں وہ سمندر کے منجمد ہونیکی وجہ سے ایک جگہ جکڑی ہوئی ہیں۔

گرفتاری خبر ہے کہ کاسکوں کے ایک دستہ نے کوریا کے بندر میچو کے قریب ایک جاپانی میجر اور سات جاپانی سپاہیوں اور غیر فوجیوں کو بتاریخ ۱۹ فروری مع نقشہ جات و کاغذات جو ان کے پاس تھے پکڑ لیا ہے۔

لنڈن ۲۰ فروری۔ جاپانی سفیر مقیم لنڈن بیرن ہیاشی کام کی کثرت سے بیمار ہو گیا ہے۔ بعد کی خبر ہے کہ تندرست ہو گیا ہے۔

حسب الارشاد مولینا ابو الوفا مولوی ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپکر شائع ہوا۔

ahmadimuslim.de